از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 4 اپریل، 1995

لال منڈی

بنام

دی سٹیٹ آف ویسٹ بنگال

[ڈاکٹر اے ایس آنند اور ایم کے مکھرجی، جسٹس صاحبان]

تعزیرات ہند 1860 - دفعہ 303 - فوجداری اپیل — اپیلٹ عدالت کے ذریعے شواہد کا جائزہ - اپیلٹ عدالت کو آزادانہ نتیجے پر پہنچنے کے لیے شواہد کی تعریف کرنی چاہیے۔ - ملزم کو معقول شک کا فائدہ دیا جائے گا اگر ثبوت کی تعریف پر - دو نظریات ممکن ہیں۔

آئین ہند - آرٹیکل 136 - کے تحت شواہد کی دوبارہ تشخیص - عدالت عام طور پر شواہد کا دوبارہ جائزہ نہیں لیتی لیکن بعض صورتوں میں عدالتی رضامندی کو پورا کرنے کے لیے ریکارڈ پر موجود شواہد کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔

اپیل کنندہ کو سیشن جج نے تعزیرات ہند کی دفعہ 34/302 اور تعزیرات ہند کی دفعہ 201 کے تحت مجرم قرار دیا اور سزا سنائی۔ اپیل پر، عدالت عالیہ نے ریکارڈ پر موجود شواہد پر غور کیے بغیر اپیل کو اس بنیاد پر خارج کر دیا کہ سیشن جج کو اپنے سامنے گواہی دینے والے گواہوں کے رویے اور طرز عمل کو دیکھنے کا موقع ملا تھا اور اس کے شواہد کے جائزے کو اپیلٹ عدالت کے ذریعے تبدیل نہیں کیا جا سکتا چاہے شواہد تخمینہ کاری پر دو خیالات ممکن ہوں۔ لہٰذا ایس۔ ایل۔ پی کے ذریعے موجودہ اپیل۔

دفعہ 34/302 تعزیرات ہند اور 201 تعزیرات ہند کے تحت جرائم کے لیے اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اور اسے دفعہ 34/325 تعزیرات ہند کے تحت جرم کا مجرم قرار دیتے ہوئے، یہ عدالت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:53
I attest to the accuracy and integrity of this document

قرار پایا گیا کہ: 1. اپیلٹ عدالت ٹرائل کورٹ کے ذریعے اخذ کردہ نتائج کو ہر معقول اہمیت دے سکتی ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اپیلٹ عدالت ٹرائل کورٹ کی طرح ہی شواہد کو بیرونی اور اندرونی طور پر جانچنے اور ٹرائل کورٹ کی طرح ریکارڈ پر دستیاب تمام حالات پر غور کرنے کی پابند ہے تاکہ مجرم کی بے گناہی یا بے گناہی کے حوالے سے آزادانہ نتیجے پر پہنچا جا سکے۔ اپیلٹ عدالت اپنے ضروری فرائض میں سے کسی ایک کو انجام دینے میں ناکام ہو جاتی ہے، اگر وہ ریکارڈ پر موجود شواہد کی تعریف کرنے اور اس طرح کے شواہد کی تشخیص کی بنیاد پر آزادانہ نتیجے پر پہنچنے میں ناکام ہو جاتی ہے۔ عدالت عالیہ ایسا کرنے میں ناکام رہی اور اس کا نظریہ واضح طور پر غلط ہے۔

2. اگرچہ، ایک اپیلٹ عدالت کے اختیارات، بری ہونے کے خلاف اپیل اور اثباتِ جُرم کے خلاف اپیل سے نمٹنے کے دوران یکساں طور پر وسیع ہیں لیکن حکم بر اَت کے خلاف اپیل سے نمٹنے کے دوران اور اثباتِ جُرم کے خلاف اپیل میں جو غور و فکر اس سے متعلق ہیں وہ الگ اور الگ ہیں۔ کسی ملزم کی بے گناہی کا مفروضہ جو اس کے بری ہونے پر مضبوط ہوتا ہے، اس کی اثبات جرم پر دستیاب نہیں ہے۔

ٹوٹا سنگھ بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1987) ایس سی 1083، ممتاز شدہ۔

3.1. اگرچہ یہ عدالت عام طور پر ان شواہد کا دوبارہ جائزہ نہیں لیتی ہے جن پر درج ذیل عدالتوں نے خصوصی اجازت کی اپیل میں غور کیا ہے، لیکن چونکہ عدالت عالیہ کی طرف سے شواہد پر غور مناسب نہیں تھا، اس لیے ریکارڈ پر موجود شواہد کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔

3.2. ریکارڈ پر موجود ثبوت دفعہ 34/307 تعزیرات ہند اور دفعہ 201 تعزیرات ہند کے تحت جرائم کے لیے اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کا جواز پیش نہیں کرتا ہے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 745، سال 1991۔

فوجداری اپیل نمبر 172، سال 1986 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے 31.7.90 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے کے وی وشوناتھن اور کے وی وینکٹارمن۔

جواب دہندہ کی طرف سے تپاس رے، جے آر داس اور ڈی کے سنہا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:53
I attest to the accuracy and
integrity of this document

عدالت کا فیصلہ ڈاکٹر آنند جسٹس نے سنایا۔

ڈاکٹر آنند، جسٹس- ملزم اور چار مفرور ملزمان مان سنگھ، بابو لال، ارجن اور گنیش کا داماد پر الزام ہے کہ انہوں نے 31 اگست 1982 کو تقریباًرات 8 بجے دولن مڈی، جو کہ گواہ استغاثہ نمبر 2 مرکا مڈی کی بیوی تھیں، کا قتل کیا۔ استغاثہ کے مطابق، مقتولہ کو زخمی کرنے کے بعد ملزمان نے اس کی لاش کو دفن کیا تاکہ ملزمان کو قانونی نتائج سے بچایا جاسکے۔ ایڈیشنل سیشن جج، بردوان نے ملزم کو تعزیرات ہند کی دفعہ 302/34 اور 201 کے تحت سزا سنائی، جس میں عمر قید اور دفعہ 302/34 کے تحت 5000 روپے جرمانہ، جبکہ دفعہ 201 کے تحت 5 سال قید بامشقت اور 2000 روپے جرمانہ شامل ہے۔ البتہ، دونوں سزاؤں کو ایک ساتھ چلانے کا حکم دیا گیا۔ ملزم نے اپنی سزا کے خلاف کلکتہ ہائی کورٹ میں اپیل کی، جو کہ 31 جولائی 1990 کو مسترد کر دی گئی۔ لہذا، خصوصی اجازت کے تحت یہ اپیل دائر کی گئی۔

اپیل کنندہ کے خلاف استغاثہ کا مقدمہ یہ ہے کہ بردوان ضلع کے دھوپ چنڈانگا کے دیہاتیوں کو یہ تاثر تھا کہ متوفی ایک ڈائن تھی اور مفرور ملزم مان سنگھ کی نوزائیدہ بیٹی کی موت کا ذمہ دار تھی۔ یہ الزام لگایا گیا ہے کہ 31.8.1982 کو رات تقریباً 8 بجے، جب گواہ استغاثہ 2 مرکا مڈی، اس کے تین بیٹے بشمول سیتارام مدی، گواہ استغاثہ 8 اور ایک بیٹی اپنی بیوی ڈولن مدی (متوفی) کے ساتھ ان کے گھر کے اندر بیٹھے تھے، مان سنگھ ایک اور شخص اور بابو لال (مفرور ملزم) کے ساتھ ان کے گھر میں داخل ہوا اور گواہ استغاثہ 2 اور اس کی بیوی ڈولن کو مارا پیٹا اور پھر اسے گھسیٹ کر مان سنگھ کے گھر لے گیا۔ جب ڈولن کو اس کے گھر میں تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا تھا تو گواہ استغاثہ 2 اور گواہ استغاثہ 8 فرار ہو گئے۔ درخواست گزار اور مفرور ملزمان میں سے ایک مان سنگھ کے گھر پر موجود تھے اور ان سبھی نے مان سنگھ کے گھر پر متوفی پر حملہ کرنے میں حصہ لیا تھا۔ گواہ استغاثہ 2 اور گواہ استغاثہ 8 نے تھانے جا کر 1.9.1982 کو تقریباً 10:30 بجے رپورٹ درج کرائی۔ رپورٹ نمائش 7 کو جنرل ڈائری میں ایس ایچ او، گواہ استغاثہ 10 نے درج کیا تھا۔ تاہم یہ بیان خفیہ تھا۔ اس نے ملزمین کے نام وں کا بھی انکشاف نہیں کیا۔ اس کے بعد جب گواہ استغاثہ نمبر 14 نے تحقیقات کا چارج سنبھالا تو اس نے 1.9.1982 کو تقریباً 12:35 بجے گواہ استغاثہ 2 کا بیان ریکارڈ کیا اور اس بیان کی بنیاد پر باضابطہ ایف آئی آر درج کی گئی۔ 2.9.1982 کو ایس آئی نے ایگزیکٹو مجسٹریٹ کی موجودگی میں ڈولن (متوفی) کی نعش کو نکالا اور تفتیش کی کارروائی کی گئی۔ نعش کو پوسٹ مارٹم کے لئے بھیج دیا گیا ہے۔ تفتیش کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:53
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دوران ایس آئی نے مان سنگھ اور گنیش کے گھر سے مبینہ طور پر ڈولن پر حملے میں ملوث لاٹھیاں ضبط کیں۔

ٹرائل کورٹ کے سامنے درخواست گزار کی جانب سے موقف اختیار کیا گیا کہ اگر گواہ استغاثہ 8، متوفی کے بیٹے سیتارام اور متوفی کے 2 شوہر دراصل چشم دید گواہ ہوتے اور انہوں نے گواہ استغاثہ 10 کو دیے گئے بیان کی نمائش 7 کو دیکھا ہوتا، جو عام ڈائری میں درج تھا، اتنا خفیہ نہ ہوتا اور اپیل کنندہ اور دیگر کا نام، جن کو وہ جانتے تھے وہ اس میں ذکر پائیں گے۔ یہ بھی کہا گیا کہ متوفی کے شوہر گواہ استغاثہ 2 مرکا مدی کا طرز عمل، جس نے اپنی بیوی کو زبردستی گھر سے گھسیٹنے سے بچانے کی کوئی کوشش نہیں کی، اس واقعہ کے وقت اس کی موجودگی کے بارے میں بھی شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے۔ ٹرائل کورٹ نے ان دونوں دلائل کو خارج کر دیا تھا اور ہماری رائے میں درست اور ٹھوس وجوہات کی بنا پر جن سے ہم متفق ہیں۔

عدالت عالیہ نے اپیل کو خارج کر دیا اور اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم اور سزا کی تصدیق کی۔ تاہم، جس طریقے سے عدالت عالیہ نے اپیل سے نمٹا اس سے مطلوبہ ہونے کے لیے بہت کچھ باقی رہ جاتا ہے۔ عدالت عالیہ نے شواہد پر بہت کم بحث پر غور نہیں کیا اور استغاثہ کے مقدمے کے بیان کے بعد مشاہدہ کیا:

"فاضل سیشن جج کو اپنے سامنے گواہی دینے والے گواہوں کے رویے اور طرز عمل کو دیکھنے کا موقع ملا اور حقائق اور حالات میں شواہد کے اس کے جائزے کو مسخ یا غیر منطقی یا غیر قانونی تخمینہ کاری نہیں دیا جا سکتا تھا۔ یہ معاملہ ہونے کی وجہ سے یہ اپیل کی عدالت سیشن جج کے نتائج کو محض اس وجہ سے تبدیل نہیں کرے گی کہ شواہد کے جائزے پر مختلف زاویے سے یا اسی زاویے سے مختلف نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ لہذا، ان سب پر غور کرتے ہوئے، ہمیں ملزم کے جرم کے بارے میں فاضل سیشن جج کے ذریعے کیے گئے نتائج سے الگ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ملتی ہے۔ ٹوٹا سنگھ بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1987) ایس سی 1083 دیکھیں اگرچہ یہ مقدمہ اپیل میں حکم برأت سے نمٹا گیا ہے، لیکن عدالت عظمیٰ کے مذکورہ فیصلے میں طے شدہ اصول اثباتِ جُرم کے حکم پر بھی لاگو ہو سکتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ جہاں معاملے میں پیش کیے گئے شواہد کے مطالعے پر دو نظریات ممکن ہیں اور نچلی عدالت نے ایک نظریہ لیا ہے جو قابل فہم ہے، اپیلٹ کورٹ قانونی طور پر حکم برأت میں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:53
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مداخلت نہیں کر سکتی، چاہے اس کی رائے یہ ہو کہ نچلی عدالت نے شواہد پر غور کرنے پر جو نظریہ اختیار کیا ہے وہ غلط ہے۔

کم سے کم، عدالت عالیہ کا نقطہ نظر مکمل طور پر غلط ہے۔ اثباتِ جُرم کے خلاف اپیل میں، اپیلٹ عدالت کا فرض ہے کہ وہ خود ریکارڈ پر موجود شواہد کی تعریف کرے اور اگر شواہد کے مطالعے پر دو نظریات ممکن ہیں تو ملزم کو معقول شک کا فائدہ دینا ہوگا۔ یہ تجویز کرنا درست نہیں ہے کہ "اپیلٹ عدالت اثباتِ جُرم کے حکم میں قانونی طور پر مداخلت نہیں کر سکتی" جہاں ٹرائل کورٹ نے شواہد کو قابل اعتماد پایا ہے اور یہ کہ اگر وہ شواہد کی دوبارہ جائزے پر کسی مختلف نتیجے پر پہنچتی ہے تو وہ خود سیشن جج کے نتائج کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ ٹوٹا سنگھ کے معاملے میں کیا گیا مشاہدہ، جو بری ہونے کے خلاف اپیل تھی، کو غلط سمجھا گیا ہے اور اسے میکانکی طور پر لاگو کیا گیا ہے۔ اگرچہ، ایک اپیلٹ عدالت کے اختیارات، بری ہونے کے خلاف اپیل اور اثباتِ جُرم کے خلاف اپیل سے نمٹنے کے دوران یکساں طور پر وسیع ہیں لیکن حکم برأت کے خلاف اپیل سے نمٹنے کے دوران اور اثباتِ جُرم کے خلاف اپیل میں جو غور و فکر اس سے متعلق ہیں وہ الگ اور الگ ہیں۔ ملزم کی بے گناہی کا مفروضہ جو اس کے بری ہونے پر مضبوط ہوتا ہے، اس کی اثباتِ جُرم پر دستیاب نہیں ہے۔ اپیلٹ عدالت ٹرائل کورٹ کے ذریعے اخذ کیے گئے نتائج کو ہر معقول اہمیت دے سکتی ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اپیلٹ عدالت ٹرائل کورٹ کی طرح ہی شواہد کو بیرونی اور اندرونی طور پر جانچنے اور ٹرائل کورٹ کی طرح ریکارڈ پر دستیاب تمام حالات پر پوری طرح غور کرنے کی پابند ہے تاکہ مجرم کے جرم یا بے گناہی کے حوالے سے آزادانہ نتیجے پر پہنچا جا سکے۔ اپیلٹ عدالت اپنے ضروری فرائض میں سے کسی ایک کو انجام دینے میں ناکام رہتی ہے، اگر وہ خود ریکارڈ پر موجود شواہد کی تعریف کرنے اور اس طرح کے شواہد کے مطالعے کی بنیاد پر آزادانہ نتیجے پر پہنچنے میں ناکام رہتی ہے۔ عدالت عالیہ ایسا کرنے میں ناکام رہی اور اس کا نظریہ واضح طور پر غلط ہے۔ اگرچہ یہ عدالت عام طور پر ان شواہد کا از سر نو جائزہ نہیں لیتی ہے جن پر ذیل کی دو عدالتوں نے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل میں غور کیا ہے لیکن چونکہ عدالت عالیہ کی طرف سے شواہد پر غور مناسب نہیں تھا، اس لیے ہم نے خود فریقین کے فاضل وکیل کی مدد سے ریکارڈ پر موجود شواہد کا تجزیہ کیا ہے۔

شواہد کے ہمارے آزادانہ تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ اپیل کنندہ مان سنگھ کے گھر پر موجود تھا جب ڈولن متوفی کو وہاں لایا گیا تھا اور اس نے متوفی کو مان سنگھ کے گھر پر لات بھی ماری تھی۔ تاہم سوال یہ ہے کہ اپیل کنندہ کی طرف سے کون سا جرم کیا گیا ہے؟ اس سلسلے میں، مقدمے کے گواہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:53
I attest to the accuracy and integrity of this document

استغاثہ 8 کا یہ بیان کہ وہ اپیل کنندہ کو جانتا ہے اور واقعے کے وقت اسے مان سنگھ اور گنیش کے داماد کی طرف سے اس کی ماں کو گھسیٹنے کے بعد کچھ فاصلے پر کھڑا دیکھا تھا لیکن یہ کہ اپیل کنندہ نے اس واقعے میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا، خاص طور پر جب گواہ استغاثوں کی طرف سے یہ اعتراف کیا جاتا ہے کہ اپیل کنندہ کا مان سنگھ یا دوسرے مفرور شریک ملزم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

گواہ استغاثہ 5 کے مطابق، اپیل کنندہ نے متوفی کو ایک بار لات ماری تھی۔ اس گواہ نے اپیل کنندہ کو کوئی اور کردار نہیں دیا۔ تاہم، گواہ استغاثہ 8 نے بیان دیا کہ متوفی کو لات مارنے کے علاوہ، اپیل کنندہ نے اسے ایک لاٹھی بھی ماری تھی۔ گواہ استغاثہ 8 کی گواہی کے اس حصے کو کسی دوسرے گواہ کی طرف سے تصدیق نہیں ملی ہے۔ ظاہر ہے کہ شکایت کنندہ فریق اور اپیل کنندہ کے درمیان اچھے تعلقات نہیں تھے۔ گواہ استغاثہ 8 نے اعتراف کیا کہ اپیل کنندہ نے نہ صرف گواہ استغاثہ 8 کے بڑے بھائی کی شادی کے موقع پر شادی کی دعوت کو رتک کیا تھا بلکہ اس نے کچھ دوسرے افراد کو بھی اس دعوت میں شرکت سے روک دیا تھا۔ اس کی جرح کے دوران، گواہ استغاثہ 8 نے اعتراف کیا کہ اس کی اپیل کنندہ کے ساتھ دشمنی تھی۔ اس لیے اس امکان سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ گواہ استغاثہ 8 نے اپیل کنندہ کے کردار کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور اسے بھی لاٹھی مار سے منسوب کیا۔ جہاں تک متوفی کو مان سنگھ کے گھر سے دریا کے کنارے گھسیٹنے کا تعلق ہے، اپیل کنندہ کا کوئی کردار گواہ استغاثہ 2، گواہ استغاثہ 5 یا گواہ استغاثہ 8 سے منسوب نہیں کیا گیا ہے۔ ایک بار پھر، جب متوفی کو دریا کے کنارے دفن کیا گیا تھا تو اپیل کنندہ سے کوئی حصہ منسوب نہیں کیا گیا، جس جگہ کی طرف فرار ہونے والے شریک ملزم بابو لال نے پولیس کو اشارہ کیا تھا۔ ان تمام حالات کے پیش نظر، ہماری رائے میں یہ ماننا محفوظ نہیں ہوگا کہ اپیل کنندہ نے متوفی کی موت کا سبب بننے یا جرم کی جانچ پڑتال کے لیے شواہد کو تباہ کرنے میں مفرور شریک ملزم کے ساتھ مشترکہ ارادے کا اشتراک کیا۔

گواہ استغاثہ 2، گواہ استغاثہ 5 اور گواہ استغاثہ 8 کی گواہی سے جو واحد مستقل ثبوت سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ نے مان سنگھ کے گھر پر متوفی کو لات ماری تھی۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق، متوفی کو چوٹ لگنے اور پسلیوں کے ٹوٹنے کے علاوہ چار کٹے ہوئے زخم تھے۔ متوفی کی پسلیوں کا فریکچر اپیل کنندہ اور اس کے شریک ملزم سے منسوب ہے۔ اس طرح اپیل کنندہ کو صرف تعزیرات ہند کی دفعہ 34/325 کے تحت کسی جرم کی ذمہ داری عائد کی جا سکتی ہے۔ ریکارڈ پر موجود ثبوت دفعہ 34/302 تعزیرات ہند اور دفعہ 201 تعزیرات ہند کے تحت جرائم کے لیے اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کا جواز پیش نہیں کرتا ہے۔ ہم اس کے مطابق تعزیرات ہند کی دفعہ 34/302 اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:53
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تعزیرات ہند کی دفعہ 201 کے تحت جرائم کے لیے اس کی اثباتِ جُرم اور سزا کا تعین کرتے ہیں اور اس کے بجائے اسے تعزیرات ہند کی دفعہ 34/325 کے تحت جرم کا مجرم پاتے ہیں اور اسے پہلے سے گزر چکی مدت کے لیے قید بامشقت کی سزا دیتے ہیں۔ اس لیے یہ اپیل اس حد تک کامیاب ہوتی ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اگر کسی دوسرے معاملے میں ضرورت نہ ہو تو اپیل کنندہ کو حراست سے فوری طور پر رہا کر دیا جائے گا۔

درخواست نمٹا دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:53
I attest to the accuracy and
integrity of this document